

از عدلتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 30 مارچ 1960

مسز کسم بین ڈی مہادیویا

بنام

دی کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی۔

(ایس کے داس، بے ایل کپور اور ایم ہدایت اللہ، جسٹس صاحبان)

انکم ٹیکس۔ حوالہ۔ ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار۔ اگر ٹریبونل کے ذریعے طے نہ کیے گئے سوال کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (XI، سال 1922)، دفعہ 66۔ ریاستیں (ٹیکس کی رعایتیں) حکم، 1949، پیرا 4۔

اپیل کنندہ مفتلال گل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے نام سے مشہور کمپنی کا حصص دار تھا۔ کمپنی جس کا اندارج شدہ دفتر بمبئی میں تھا، ہر وقت برطانوی بھارت میں مقیم تھی۔ یہ سابقہ ریاست بڑودہ میں بھی کاروبار کر رہا تھا اور اس ریاست میں حاصل ہونے والے اپنے منافع کو مفتلال گل بھائی انویسٹمنٹ کارپوریشن، نوساری کے ساتھ رکھتا تھا۔ سال 1949 میں مفتلال گل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ نے منافع سے حاصل ہونے والے منافع کا اعلان کیا جو جزوی طور پر برطانوی بھارت میں اور جزوی طور پر بھارتیہ ریاست میں جمع ہوا تھا۔ اپیل کنندہ پر ان کی حاصل کردہ منافع پر انکم ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ انہوں نے ان منافعوں کو برطانوی ہندوستان میں نہیں لایا اور انضمام شدہ ریاستوں (ٹیکسیشن مراعات) آرڈر کے پیرا 4 کے فوائد کا دعویٰ کیا۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ ریاست بڑودہ میں اپیل کنندہ کو آمدنی جمع نہیں ہوئی لیکن اس نے اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا کہ آیا وہ ٹیکس مراعات کے حکم کے فوائد کی حقدار ہے یا نہیں۔ عدالت عالیہ نے اپنے ایک حوالے پر کہا کہ ٹیکسیشن کنسیشن آرڈر کے پیرا 4 کا اطلاق ٹیکس دہندگان پر نہیں ہوتا ہے لیکن اس نے دوسرے سوال کا فیصلہ نہیں کیا کہ ٹیکس دہندگان کو آمدنی کہاں سے ملی ہے۔ خصوصی اجازت کی اپیل پر اپیل تشخیص الیہ نے دلیل دی کہ چونکہ ٹریبونل

نے مراعات کے حکم کے ٹیکس دہندہ پر لاگو ہونے کے سوال پر غور نہیں کیا تھا اور اس پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی تھی، اس لیے عدالت عالیہ خود ہی سوال نہیں اٹھا سکتی اور اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی:

قرار پایا گیا کہ عدالت عالیہ نے ٹریبونل کے ذریعے طے شدہ قانون کے نقطہ سے باہر جانے اور قانون کے ایک مختلف نقطہ کا فیصلہ کرنے میں اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا۔

انکم ٹیکس ایکٹ کا دفعہ 66 جو عدالت عالیہ کو دائرہ اختیار فراہم کرتا ہے، صرف ٹریبونل کے حکم سے پیدا ہونے والے قانون کے سوال کے حوالے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ عدالت عالیہ کو اس طرح کے حکم سے پیدا ہونے والے قانون کے مختلف سوال کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار فراہم نہیں کرتا ہے۔

نیو جہانگیر وکیل ملز لمیٹڈ بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، [1959] 37 آئی ٹی آر 11، سکندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، [1954] 26 آئی ٹی آر 686، انکم ٹیکس کمشنر بمقابلہ بریج کینڈی سوئمنگ باٹھ ٹرسٹ، [1955] 27 آئی ٹی آر 279 اور اسماعیلیہ گرین مرچنٹس ایسوسی ایشن بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، [1957] 31 آئی ٹی آر 433، ممتاز شدہ

میش ٹریڈنگ کمپنی بنام کمشنر انکم ٹیکس، [1956] 30 آئی ٹی آر 388، زیر غور۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 507، سال 1957۔

انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 28، سال 1955 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 28 ستمبر 1955 اور 20 فروری 1956 کے حکم اور فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

آر جے کولہ اور آئی این شراف، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

مدعا علیہ کی طرف سے بھارت کے سالیسیٹر جنرل سی کے دفتری، آرگنٹی آئیر اور ڈی گپتا۔

30.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ ہدایت اللہ جسٹس نے سنایا۔

ہدایت اللہ جسٹس - یہ اس عدالت کی خصوصی اجازت کے ساتھ ایک اپیل ہے، اور 28 ستمبر 1955 کے ایک حکم اور بمبئی عدالت عالیہ کے 20 فروری 1956 کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی

گئی ہے۔ حکم کے ذریعے، عدالت عالیہ نے بمبئی میں اپیلٹ ٹریبونل کے ذریعے اس کے حوالے کیے گئے سوال کو دوبارہ ترتیب دیا، جس کا جواب اس نے اپنے فیصلے سے دیا۔

مسز کسم بین ڈی مہادیویا (جسے اس کے بعد ٹیکس دہندہ کہا گیا ہے) جنہوں نے یہ اپیل دائر کی ہے، ہرمادی وقت پر بمبئی میں مقیم تھیں۔ وہ ایک حصص دار تھیں، جن کے پاس مفتلال گگل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ، بمبئی کے 760 حصص تھے۔ تخمینہ کاری سال 1950-51 (پچھلے سال کیلنڈر سال 1949 تھا) کے لیے، اس کا مشخصہ روپے 1,50,765 کی کل آمدنی پر انکم ٹیکس لگایا گیا تھا جس میں روپے 1,47,026 کی کمائی شدہ منافع کی آمدنی شامل تھی۔ مؤخر الذکر آمدنی میں 47,120 روپے کی رقم شامل کی گئی تھی جو کہ مفتلال گگل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ، بمبئی کی طرف سے اعلان کردہ منافع تھا۔ مفتلال گگل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ ایک نجی لمیٹڈ کمپنی ہے جس کا اندارج شدہ دفتر بمبئی میں ہے۔ یہ، ہرمادی وقت پر، برطانوی بھارت میں رہائشی اور عام طور پر رہائشی تھا۔ یہ سابقہ ریاست بڑودہ میں بھی کاروبار کر رہا تھا، اور اس ریاست میں حاصل ہونے والے اپنے منافع کو مفتلال گگل بھائی انویسٹمنٹ کارپوریشن، نوساری کے ساتھ رکھتا تھا۔ سال 1949 میں مفتلال گگل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ نے ان جمع شدہ منافع میں سے تین قراردادوں کے ذریعے منافع کا اعلان کیا، جو دوبارہ پیش کیے گئے ہیں:

1949-3-25۔ "یہ کہ سال 1947 کے لیے انکم ٹیکس سے پاک فی عام حصص 17 روپے کا مزید منافع جذب شدہ روپے 4,29,250 قرار دیا جائے اور نوساری میں 1947 کے نوساری میں پڑے منافع میں سے نوساری میں قابل ادائیگی ہو۔

1949-9-24۔ "یہ کہ سال 1948 کے لیے انکم ٹیکس سے پاک 24 روپے فی عام حصص کا مزید منافع جذب کرنے والا روپے 6,06,000 قرار دیا جائے اور نوساری میں 30 اپریل 1949 کو یا اس کے بعد میسرز ایم جی انویسٹمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ کے پاس موجود سال 1948 کے منافع میں سے نوساری میں بھی یہی رقم ادا کی جاسکتی ہے۔"

1949-9-24۔ "حل کیا گیا کہ 21 روپے فی عام حصص کا انکم ٹیکس جذب کرنے والے روپے سے پاک عبوری ڈیویڈنڈ حصص 949 کے لیے کمپنی کی آمدنی میں سے 1949 کے لیے اعلان کیا جاتا ہے اور اسے میسرز ایم جی انویسٹمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ، نوساری کے ساتھ نہیں لایا جاتا ہے، اور یہ کہ یہ 30 اپریل 1949 کو یا اس کے بعد نوساری میں قابل ادائیگی ہو۔"

تشخیص الیہ ان منافع کو برطانوی بھارت میں نہیں لایا۔ انہوں نے ضم شدہ ریاستوں (ٹیکسیشن کنسیشن) آرڈر، 1949 کے پیرا 4 کے فوائد کا دعویٰ کیا (اس کے بعد مختصر طور پر رعایتی آرڈر کے طور پر حوالہ دیا گیا)؛ لیکن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ ریاست بڑودہ میں اس کی آمدنی جمع نہیں ہوئی۔ ٹریبونل نے نشاندہی کی کہ مقتدر گگل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ نے اپنے منافع میں سے منافع کا اعلان کیا تھا جو جزوی طور پر برطانوی بھارت میں اور جزوی طور پر بھارتیہ ریاست میں جمع ہوا تھا۔ اس طرح ڈیویڈنڈ کو جامع منافع سے ظاہر کیا گیا۔ اس نے مزید نشاندہی کی کہ تشخیص الیہ نے برطانوی بھارت میں ایک کمپنی کے حصص کی ادائیگی کی تھی اور اسے حاصل کیا تھا اور اس طرح وہ برطانوی بھارت میں ایک اثاثہ رکھتا تھا، اور یہ کہ آمدنی اس اثاثے سے تھی۔ تاہم ٹریبونل نے تشخیص الیہ کے کہنے پر بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت کیس کا بیان تیار کیا اور مندرجہ ذیل سوال کو ہائی کورٹ کو بھیج دیا:

"کیا سابقہ ریاست بڑودہ میں تشخیص الیہ کے لیے 47,120 روپے کی خالص منافع بخش آمدنی جمع ہوئی، یا یہ برطانوی ہندوستان میں تشخیص الیہ کے لیے جمع کی گئی یا سمجھی جانے والی آمدنی ہے؟"

جب ریفرنس کی سماعت ہوئی تو عدالت عالیہ کی رائے تھی کہ ٹریبونل کو فیصلہ کرنا چاہیے تھا اور اس سوال کا بھی حوالہ دینا چاہیے تھا کہ آیا رعایت کا حکم تشخیص الیہ پر لاگو ہوتا ہے یا نہیں۔ عدالت عالیہ نے تشخیص الیہ کی شکایت کو تسلیم کیا کہ ٹریبونل کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں اٹھائی گئی تھی۔ تاہم عدالت عالیہ نے 28 ستمبر 1955 کے اپنے حکم نامے میں فیصلہ دیا کہ کیس کو اضافی بیان کے لیے واپس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ دونوں سوالات کا فیصلہ کرنے کے لیے ضروری تمام حقائق عدالت عالیہ کے سامنے تھے۔ اس کے بعد عدالت عالیہ نے قانون کے دو نکات کو درج ذیل الفاظ میں سمجھنے کے لیے سوال کو دوبارہ ترتیب دیا، جیسا کہ اس نے کہا:

"کیا تشخیص الیہ 47,120 روپے کی خالص منافع بخش آمدنی کے حوالے سے ضم شدہ ریاستوں (ٹیکس رعایت) آرڈر، 1949 کے تحت کسی رعایت کا حقدار ہے؟"

اس کے بعد یہ ریفرنس 20 فروری 1956 کو حتمی طور پر نمٹانے کے لیے آیا اور ہائی کورٹ نے اس سوال کا نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ رعایتی حکم کے پیرا 4 کا اطلاق ٹیکس دہندگان پر نہیں ہوتا۔ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ تشخیص الیہ کو آمدنی کہاں جمع ہوئی تھی۔ اس عدالت میں

اپیل کرنے کی اجازت کو عدالت عالیہ نے خارج کر دیا تھا، لیکن تشخیص الیہ نے حکم اور فیصلے دونوں کے خلاف خصوصی اجازت کے لیے اس عدالت میں درخواست دی اور اسے حاصل کر لیا، اور موجودہ اپیل دائر کر دی گئی ہے۔

شروع میں ہی، تشخیص الیہ نے ٹریبونل کے حکم سے پیدا نہ ہونے والے قانون کے سوال کو تشکیل دینے اور اس سے نمٹنے کے لیے عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار پر سوال اٹھایا ہے۔ تشخیص الیہ بتاتا ہے کہ ٹریبونل نے فیصلہ کیا تھا کہ آمدنی برطانوی بھارت میں جمع ہوئی تھی۔ تشخیص الیہ نے فیصلے کے اس حصے کو چیلنج کیا تھا، اور اگر کمشنر کو یہ ضروری لگتا تو اسے ٹریبونل کا فیصلہ حاصل کرنا چاہیے تھا اور دوسرے نکتے پر بھی حوالہ طلب کرنا چاہیے تھا۔ چونکہ ٹریبونل نے رعایتی حکم کے تشخیص الیہ پر لاگو ہونے کے سوال پر غور نہیں کیا تھا اور اس پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی تھی، اس لیے تشخیص الیہ کا موقف ہے کہ عدالت عالیہ خود اس سوال کو نہیں اٹھا سکتی اور اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ تشخیص الیہ نیو جہانگیر وکیل ملز لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس (1) میں اس عدالت کے فیصلے پر سختی سے انحصار کرتا ہے۔ اس معاملے میں، بمبئی عدالت عالیہ نے ٹریبونل کو ٹریبونل کے حکم سے پیدا نہ ہونے والے نکات پر کیس کا ایک اضافی بیان پیش کرنے کی ہدایت کی تھی، اور اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ عدالت عالیہ کو ایسا کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ دوسری طرف کمشنر کے قابل وکیل کا کہنا ہے کہ یہ سوال تشخیص الیہ کی تشخیص کا تھا، جس نے مراعات کے حکم کے فائدے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس طرح بنیادی سوال مراعات کے حکم کا اطلاق تھا، اور آمدنی کے جمع ہونے کا سوال، چاہے وہ برطانوی بھارت میں ہو یا بڑودہ میں، محض ذیلی تھا۔ مؤخر الذکر سوال، مدعا علیہ کے مطابق، پہلے سوال میں شامل تھا، اور عدالت عالیہ صحیح تھی جب اس نے ایک جامع سوال تیار کیا اور اس کا جواب اسی ترتیب میں دیا۔ مدعا علیہ نے نشاندہی کی کہ عدالت عالیہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مراعات کا حکم لاگو نہیں ہوتا، اس لیے سوال کے دوسرے حصے کا فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ ایسا کرنا غیر ضروری ہو گیا تھا۔

ہماری رائے میں، تشخیص الیہ کا اعتراض اچھی طرح سے مبنی ہے۔ ٹریبونل نے خود اس سوال پر توجہ نہیں دی کہ آیا رعایتی حکم تشخیص الیہ پر لاگو ہوتا ہے۔ اس نے تشخیص کے سوال کا فیصلہ اس مختصر بنیاد پر کیا کہ آمدنی بڑودہ میں نہیں بلکہ برطانوی بھارت میں پیدا ہوئی تھی۔ معاملے کے اس پہلو کو بامعہ عدالت عالیہ نے نہیں چھوا ہے۔ دوسری طرف مؤخر الذکر نے اس بات پر غور کیا ہے کہ آیا

رعایتی حکم تشخیص الیہ پر لاگو ہوتا ہے، جس معاملے کو ٹریبونل نے چھو نہیں لیا ہے۔ اس طرح، اگرچہ جہاں تک تخمینہ کاری کا تعلق ہے، نتیجہ ایک جیسا ہے، لیکن فیصلے کی بنیاد بالکل مختلف ہیں۔

عدالت عالیہ نے محسوس کیا کہ اس کی طرف سے تیار کردہ سوال دونوں پہلوؤں کو سمجھتا ہے اور شاید اس نے کیا۔ لیکن یہ دونوں معاملات نہ تو مربوط تھے اور نہ ہی ایک دوسرے میں شامل تھا۔ آمدنی کے جمع ہونے کے سوال کا فیصلہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت کیا جانا چاہیے، اور اس کا رعایتی حکم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سوال کا مناسب فیصلہ اس کیس کے حقائق پر رعایتی حکم نامے کی تشہیر کے بغیر کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ عدالت عالیہ کی طرف سے اصل میں زیر غور سوال کے فیصلے کے ساتھ یا تو ہم آہنگ ہے یا اس میں شامل ہے، چاہے رعایت کا حکم لاگو ہو یا نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ واضح ہے کہ ٹریبونل نے کچھ ایسا فیصلہ کیا جو بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے سے بالکل باہر ہے۔ عدالت عالیہ نے ایک ایسے معاملے کا بھی فیصلہ کیا جس پر ٹریبونل نے غور نہیں کیا تھا یہاں تک کہ اصل میں طے شدہ نقطہ کے فیصلے میں ایک قدم کے طور پر بھی۔ اس طرح دونوں فیصلے ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں، حالانکہ وہ ایک ہی نتیجہ کی طرف لے جاتے ہیں۔

انکم ٹیکس ایکٹ کا دفعہ 66 جو عدالت عالیہ کو دائرہ اختیار فراہم کرتا ہے، صرف ٹریبونل کے حکم سے پیدا ہونے والے قانون کے سوال کے حوالے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ عدالت عالیہ کو اس طرح کے حکم سے پیدا نہ ہونے والے قانون کے مختلف سوال کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار فراہم نہیں کرتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ قانون کے ایک ہی سوال میں اس کے حل کے لیے مختلف نقطہ نظر شامل ہوں، اور عدالت عالیہ تمام طریقوں کو اپنانے کے لیے سوال کو بڑھا سکتی ہے۔ لیکن سوال اب بھی وہ ہونا چاہیے جو ٹریبونل کے سامنے تھا اور اس کے ذریعے فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ بالکل مختلف سوال نہیں ہونا چاہیے جس پر ٹریبونل نے کبھی غور نہیں کیا۔

مدعا عالیہ نے یہ دعویٰ کرتے ہوئے کی گئی کارروائی کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی کہ جمع کی جگہ کے حوالے سے آمدنی کے جمع ہونے کے سوال کا فیصلہ رعایتی حکم کے اطلاق کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم متفق نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو سوال کو دوبارہ ترتیب دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ درحقیقت، خود عدالت عالیہ نے محسوس کیا کہ تشخیص کے سوال کے دو حصے ہیں، اور دونوں حصوں کو ڈھکنے کے لیے سوال کو دوبارہ ترتیب دیا۔ جہاں عدالت عالیہ غلط ہوئی وہ دونوں اعضاء کا فیصلہ نہ کرنا تھا بلکہ ان میں سے ایک اور وہ بھی جس کا فیصلہ ٹریبونل نے نہیں کیا تھا۔ نتیجے میں آنے والی پوزیشن کا خلاصہ یہ کہہ کر کیا جاسکتا

ہے کہ عدالت عالیہ نے کچھ ایسا فیصلہ کیا جو ٹریبونل نے نہیں کیا، اور ٹریبونل نے کچھ ایسا فیصلہ کیا جو عدالت عالیہ نے نہیں کیا۔ یہ واضح طور پر دفعہ 66 توضیحات کے خلاف ہے۔ مدعا عالیہ نے سکندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس (1)، کمشنر انکم ٹیکس بمقابلہ بریج کینڈی سوئمنگ ہاٹھ ٹرسٹ (2) اور اسماعیلیا گرین مرچنٹس ایسوسی ایشن بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس (3) کا حوالہ دیا۔ یہ تمام فیصلے ایک ہی عدالت کے تھے، اور مختلف حالات میں پیدا ہوئے۔ ان میں سے دو میں یہ سوال اتنا وسیع تھا کہ ٹریبونل کی جانب سے اختیار نہ کیے گئے استدلال کو اپنایا جاسکتا تھا، اور تیسرے میں، ایک دفعہ کا حوالہ حذف کر کے سوال کو وسیع کیا گیا، جب کہ دوسرا دفعہ بھی مادی تھا۔ وہ ایسے مقدمات نہیں تھے جہاں ٹریبونل اور عدالت عالیہ کے ذریعے طے کیے گئے قانون کے مسائل بالکل مختلف تھے، جو کہ یہاں معاملہ ہے۔ پنجاب عدالت عالیہ نے میٹس ٹریڈنگ کمپنی بنام کمشنر انکم ٹیکس (1) میں اس کے برعکس نظریہ اختیار کیا ہے۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بنا پر، ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ نے ٹریبونل کے ذریعے طے شدہ قانون کے نقطہ سے باہر جانے اور قانون کے ایک مختلف نقطہ کا فیصلہ کرنے میں اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا۔ لہذا عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیا جائے گا، اور ٹریبونل کے ذریعے بنائے گئے سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے کیس عدالت عالیہ کو بھیجا جائے گا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ تشخیص الیہ اور کمشنر دونوں نے عدالت عالیہ میں بے ضابطگی کی نشاندہی کی اور اس کے باوجود سوال کو دوبارہ ترتیب دیا گیا، اس اپیل کے اخراجات عدالت عالیہ کی طرف سے سماعت کے حوالے میں اخراجات ہوں گے، اور نتائج کی پابندی کریں گے۔

اپیل منظور کی گئی۔

مقدمہ واپس بھیج دیا گیا۔